



فروری 2011ء

- پوپ و پادری کا قارورہل گیا مگر عالم اسلام میں اتحاد کا فقدان (اداریہ)
- رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہ لانے والا انتہی ہے (باب الحدیث)
- قانون ناموس رسالت ﷺ (حقائق اور پروسیجرز)
- جشن میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت
- غزالی زماں علیا اور خورشید رسول ﷺ
- شہادت اعداویہ و کفرانیت حبیب خدا ﷺ
- گستاخ رسول ﷺ کا حکم (قرآن و حدیث کی روشنی میں)
- محسن انسانیت ﷺ کا فلسفہ عدل
- جہیز کی شرعی حیثیت
- ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

جامعہ نظریۃ رضویہ

لاہور 042-37665030 شیخوپورہ 056-3786428



اعلیٰ نازسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام
النظامیہ
 نلس، اولی، تحقیقی محلہ

جلد نمبر 11 شماره نمبر 2

فروری 2011ء

مدیر امجدی
محمد اکرام اللہ
 0300-6212350

زیر سرپرستی
 جامعہ نظامیہ پاکستان صاحبزادہ
محمد عبدالمصطفیٰ
 نلس، اولی، جامعہ نظامیہ رضویہ

مدیر اعلیٰ
محمد طاہر تبسم قادری
 0300-9439464

عم شامت
 حافظ نصیر احمد بزاروی
 0300-9415300

معاون مدیر
محمد رمضان سیالوی
 0321-8429060

لاہور کے لئے
 دفتر مجلہ النظامیہ
 جامعہ نظامیہ رضویہ
 لوہاری گیٹ لاہور
 042-7665030

صاحبزادہ
غلام مرتضیٰ بزاروی
 0300-4270963
 اس ادارے میں سرگشتان اسباب کی علامت ہے
 کہ آپ کا سرمایہ ختم ہو چکا ہے

ممبر شپ فیس
 پاکستان سالانہ بذریعہ ڈاک
 250 روپے
 قیمت فی شمارہ 20 روپے

نوٹ: ادارہ "مجلہ النظامیہ" کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

مقام شامت
جامعہ نظامیہ رضویہ
 اندرون لوہاری
 دروازہ لاہور
 042-7657314

حسن ترتیب

صفحہ	موضوع
۳	مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
۴	اسی طرح امام احمد رضا قاضی بریلوی علیہ الرحمۃ
۵	کاہنہ دہلی کا قادیانی کیا مگر عالم اسلام میں اتحاد کا لہان (اداریہ)
۸	مولانا محمد طاہر تبسم القادری
۱۱	شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد صدیق بڑاوی
۱۶	کاہنہ دہلی کے مسلمانوں کی شہادت (حقوق اور پروپیگنڈہ)
۲۵	انصار عباسی
۳۱	جشن میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت
۳۵	پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی
۳۹	قرآن و احادیث اور عشق رسول ﷺ
۴۱	علامہ محمد منشا تائش قصوری
۴۵	شہادت و شہداء کی روایت حبیب خدا ﷺ
۴۹	مولانا سر دار احمد رضا رضوی ملیسی
۵۳	مستحق رسول ﷺ کا حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۵۷	مولانا قاری تاج محمد
۶۱	حسن انسانیہ ﷺ کا لفظ عدل
۶۵	شاہد تہجدی، محکم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
۶۹	جنت کی شرعی حیثیت
۷۳	ڈاکٹر فدیہ فیاض، پرنسپل جامعہ النور لاہور
۷۷	ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر
۸۱	سید عارف محمود مجبور رضوی

حمد باری تعالیٰ جل جلالک

(مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ)

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بنایا تجھے حمد ہے خدا یا
تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا کوئی تم سا کون آیا
وہ کنواری پاک مریم وہ نسیبت فیہ کا دم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا وہی سب سے افضل آیا
فاذا فرغت فانصب یہ ملا ہے تم کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا کرو قسمت عطایا
والی اللہ فارغ غلب کرو عرض سب کے مطلب
کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا بنو شافع خطایا
یہی بولے سدرہ والے جن جن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا
ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا نہ کوئی گیا نہ آیا
ہمیں اے رضا ترے دل کا پتا چلا بہ مشکل
دو روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا یہ نہ پوچھ کیا پایا
☆☆☆.....☆☆☆☆☆

نعت رسول ﷺ

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

ان کی مہک نے دل کے غنجے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
جب آگئی ہیں جوڑ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بھجادیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
ان کے ثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
سکھتی تمہیں پہ چھوڑی فکر اٹھا دیئے ہیں
دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پر خار بائیے ہیں
اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں
ملکِ خن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

☆☆☆☆.....☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشاریہ

علامہ محمد طاہر نسیم قادری

پوپ و پادری کا قارورہ مل گیا مگر عالم اسلام میں اتحاد کا فقدان

چند روز پہلے دنیائے عیسائیت کے روحانی پیشوا پوپ بینیڈکٹ نے سالانہ کی روایتی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے دنیا بھر کے ایک سو ستر ملکوں سے آئے ہوئے سفارتکاروں کی موجودگی میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانوں کے نام فرمان جاری کیا کہ ”پاکستان کے حکمران حوصلہ کریں، آگے بڑھیں اور ناموس رسالت کے قانون کو ختم کر کے آسہ کو نور اراہا کریں“ ساتھ ہی پاپائے اعظم نے مصر، عراق، نائیجیریا، سعودی عرب اور چین میں مذہبی آزادی خصوصاً عیسائیوں کے جان و مال کے حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

اسی طرح ایک اور دلخراش خبر یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے انٹرنیٹ پر قرآن پاک کو جھلانے کی دعوت دینے والے امریکی پادری ڈیری جوز نے ایک بار پھر قرآن پاک کے خلاف چرچ میں مقدمہ چلانے کا اعلان کرتے ہوئے دنیا بھر کے مسلمانوں کو چیلنج کیا کہ وہ اپنی کتاب مقدس کا دفاع کریں نیز اس بد فطرت شخص نے اللہ کی آخری کتاب کے لئے سزائیں بھی تجویز کر دیں۔

25 جنوری 2011ء بروز منگل کے نوائے وقت میں اسی نوعیت کی ایک اندوھناک خبر چھپی کہ ”افغانستان میں امریکی فوجیوں کی قرآن پاک پر فائرنگ کی ویڈیو جاری عوام کا شدید احتجاج“ تفصیلات کے مطابق غزنی کے ایک گاؤں میں افغانستان میں تعینات امریکی فوجیوں نے گاؤں کے عدر سے پر چھاپہ مار کر تین افراد کو قتل اور چار کو زخمی کر دیا بعد میں قرآن پاک پر فائرنگ کرتے رہے۔

مذکورہ خبریں پڑھ کر جہاں یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی، ان کے مذہبی راہنماؤں کی تنگ نظری اور ان کی فوسر کی سفاکیت و درندگی آشکارا ہو جاتی ہے وہیں رسول کائنات علیہ السلام کا فرمان بھی فوراً لوح ذہن پر ابھر آتا ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے ایک وقت آئے گا کہ کفر کفر کو دعوے دے گا پھر وہ سارے اکٹھے ہو کر مسلمانوں کو یوں کھائیں گے جیسے دسترخوان پر رکھے ہوئے ککڑ ہے چبانے جاتے ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس وقت مسلمان کم ہوں گے؟ فرمایا نہیں سیلاب کی طرح ہوں گے مگر ان میں ”وصن“ پیدا ہو جائے گا صحابہ کرام نے پوچھا آقا وصن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”دنیا سے محبت اور موت

رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہ لانے والا جہنمی ہے

شیخ الحدیث مفتی محمد رفیع ہزاروی

عن عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الى النبي ﷺ فقال يا رسول الله ارايت رجلا من النصارى متمسكا بالانجيل ورجلا من اليهود متمسكا بالتوراة يؤمن بالله ورسوله ثم لا يتبعك قال رسول الله ﷺ من سمع لي من يهودي او نصراني ثم لم يتبعني فهو في النار۔

(ترمذی دارالقطبی فی الافراد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے ایک یہودی شخص انجیل کے دامن سے وابستہ ہے اور ایک یہودی شخص تورات کو مضبوطی سے پکڑے ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے پھر وہ آپ کی اتباع نہیں کرتا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص میرے بارے میں سنے وہ یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ میری اتباع نہ کرے وہ جہنم میں جائے گا۔

اس حدیث شریف کا بنیادی موضوع یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد جس شخص کو آپ کی رسالت و بعثت (کے اعلان) کا علم ہو گیا اس پر آپ کی اتباع لازم ہے اور اگر وہ آپ کی اتباع نہیں کرتا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

بنیادی بات جس کو جاننا اور ماننا لازم ہے یہ ہے کہ انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلق خدا تک اس کا پیغام پہنچانے اور ان کی اعتقادی اور اخلاقی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود کہ نبی اور رسول عام انسانوں کی طرح نہیں بلکہ عظمتوں اور رفعتوں کی بلندیوں کو چھونے والی شخصیات ہوتے ہیں اور وہ ہر حال میں قابل تعظیم و احترام ہوتے ہیں چاہے ان کا دور نبوت ختم ہو چکا ہو یا باقی ہو، یہ بات ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ان کی تقرری سن جانب اللہ ہوتی ہے اور ان کے دین کی اتباع اور ان کے لائے ہوئے احکام کی بجا آوری اسی وقت تک ہوتی ہے جب تک ان کا دور نبوت ہوتا ہے جب ایک نبی کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا ہے تو اب اس کے لائے ہوئے دین پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

یہودی و نصاریٰ اس مغالطے کا شکار ہوئے بلکہ تعصب کی بنیاد پر انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان شخصیات کے دامن سے وابستہ ہیں صرف وہیں بی ہیں اس لئے وہ ان کے علاوہ کسی دوسرے نبی کو نہیں مانتیں گے اور نہ ہی اس نبی کی شریعت کے منسوخ ہونے کو تسلیم کریں گے۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نبی کو ماننے سے انکار کر دیا اور یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی نبی اور رسول کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرنے سے انہیں چرائیں۔ حالانکہ یہ بات ایک معمولی سوچہ بوجھ رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ جب ایک شخص کسی عہدے پر فائز ہوتا ہے تو اس کی اطاعت کی جاتی ہے اور جب اس کی جگہ کوئی دوسرا آدمی اس منصب پر چلوہ کر ہوتا ہے تو اب اس کی اطاعت ضروری ہو جاتی ہے۔

اسی طرح جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور نبوت تھا آپ پر ایمان لانا اور آپ پر نازل کی گئی کتاب توراۃ پر عمل کرنا ضروری تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی اور آپ پر انجیل اتاری گئی تو آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور آپ کی کتاب پر ایمان لانا ضروری ہو گیا اور انہی احکام کی بجا آوری لازم ہو گئی جو انجیل میں بیان ہوئے۔ اور پھر جب آخری نبی سید الانبیاء امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو اب تورات انجیل، زیور بلکہ ابراہیمی اور موسوی صحائف کسی پر بھی عمل کرنا جائز نہیں بلکہ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید پر عمل ضروری ہو گیا۔

ذرا غور کیجئے! اس انداز اطاعت سے نظر بھیجنے والے خالق و مالک کی طرف جاتی ہے کیونکہ تورات ہو یا انجیل، زیور ہو یا قرآن، ان سب میں احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ہیں اور ان کتب کی اطاعت و اتباع اور ان رسل عظام کی اتباع و اطاعت درحقیقت حکم خداوندی کی تعمیل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دوسرے نبیوں کو نظر انداز کر کے کسی ایک نبی یا کتاب سے وابستہ ہوتا اور وہ بھی اس صورت میں جب ان کی نبوت منسوخ ہو گئی ہو درحقیقت تعلق باللہ کی نفی ہے۔

اس لئے اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی کہ رسول اکرم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد اب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوتیں منسوخ ہو گئیں لہذا ان انبیاء کرام اور رسل عظام پر اس اعتبار سے ایمان لانا ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں لیکن اب ان کے دین اور کتاب پر عمل نہیں ہوگا بلکہ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ پر عمل ہوگا۔

اس حدیث میں اجماع کا ذکر کیا گیا ہے اس میں دو باتوں کا احتمال ہے اگر اجماع سے مراد ایمان ہے تو اسے واضح ہے کہ اس حضور علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص پہلے یہودی تھا اور تواریت پر عمل کرتا تھا یا عیسائی تھا اور انجیل پر عمل کرتا تھا اب وہ حضور علیہ السلام کی رسالت کو ماننے سے جس طرح فرمایا "یؤمن بالله ورسوله" یہاں رسول سے مراد حضور علیہ السلام ہوں اور وہ آپ کی رسالت پر ایمان لانا ہے لیکن اس کے باوجود اب بھی تواریت اور انجیل پر عمل کرتا ہے تو ایسا شخص حضور علیہ السلام کی رسالت کو ماننے کے باوجود قرآن مجید کا منکر ہونے کی وجہ سے جہنمی ہوگا۔ گویا صرف حضور علیہ السلام کا کلمہ پڑھنا ہی ضروری نہیں بلکہ آپ کے لائے ہوئے قرآن پر عمل بھی ضروری ہے۔

حقی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔" حدیث شریف میں ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ ہم یہودیوں سے کچھ باتیں سنتے ہیں جو ہمیں بھلی معلوم ہوتی ہیں آپ کیا فرماتے ہیں ہم ان میں سے کچھ لکھ لیا کریں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم (اپنے دین اور اپنی کتاب کے بارے) حیران ہو جس طرح یہودی و نصاریٰ حیران ہیں بے شک میں تمہارے پاس رہن اور پاک صاف دین لے کر آیا ہوں اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔ (مشکوٰۃ ص: ۳۰۰) اب انصاری کا کتاب (النتیجہ) حالانکہ یہ بات واضح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے اور ان کا دور گزر چکا تھا لیکن حضور علیہ السلام کے کلام کا مقصد یہ تھا کہ تم لوگوں پر اب میری اتباع لازم ہے کیونکہ اس وقت بلکہ قیامت تک میری نبوت ہوگی۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

قانونِ ناموس رسالت ﷺ (حقائق اور پروپیگنڈہ)

از قلم: انصار عباسی، کالم نگار، روزنامہ جنگ
لما جاتا ہے کہ ناموس رسالت کا قانون جنرل ضیاء الحق نے بنایا، یہ بھی پروپیگنڈہ ہے کہ یہ قانون اقلیتوں کو نشانہ بنانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس قانون کے متعلق کئی اور حقائق و شہادت بھی پیدا کیے جا رہے ہیں۔ اس تناظر میں اس حوالے سے محترم محمد اسماعیل قریشی صاحب نے ایک طویل جدوجہد اور قانونی جنگ کے بعد اس قانون کو موجودہ شکل دینے میں اہم کردار ادا کیا، کتاب "ناموس رسول ﷺ اور قانون توہین رسالت" سے کچھ اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جو اس سلسلے میں پیدا ہونے والے شکوک کو دور کرنے میں مدد دیں گے۔

اسلام دشمن قوتوں نے پاکستان کی اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے لئے سازشوں کا چال سارے ملک میں بچھا دیا۔ زرخیز ایجنٹوں کے ذریعہ یہاں کے نوجوانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے لادینی لٹریچر بھی پھیلاتا شروع کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں ایک کمیونسٹ ایم (حقائق) راج کا ذکر ضروری ہے جس کی اشتعال انگیزی قانون توہین رسالت اور اس کتاب کی تعریف کا باعث بنی۔ اس کی خدمات روس کی حکومت نے حاصل کی ہوئی تھیں۔

ایم راج نامی ایک کنزرویٹو ایڈووکیٹ نے ۱۹۸۳ء میں heavenly communism (آفاقی اشتالیت) ایک کتاب لکھی جو ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ میں مفت تقسیم کی گئی۔ میں نے کتاب پڑھنا شروع کی۔ جیسے جیسے کتاب پڑھتا گیا، میری قوت برداشت جواب دہتی چلی گئی، مجھ پر غم و غصہ کی جو کیفیت طاری ہوئی وہ ناقابل بیان ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ تمسخر کیا گیا بلکہ مذاہب اور ادیان کا بھی مذاق اڑایا گیا تھا۔ دینی پیشواؤں کو "مذہبی شیطان" کہا گیا، انبیاء کرام علیہم السلام پر نہایت گھٹیا اور سوقیانہ حملے کیے گئے اور انتہائی کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شان میں بھی گستاخی کی جسارت کی گئی۔ میں نے نہایت صبر و ضبط سے کام لیتے ہوئے ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورنلس کا اجلاس طلب کیا۔ سب علماء کا متفقہ فیصلہ ہوا کہ شاتم رسول واجب القتل ہے، لہذا حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس ناپاک کتاب کو

قومی سطح پر ہوتا ہے اور بغیر کسی تاخیر کے توہین رسالت کا قانون بنا کر اسے نافذ کرنا ضروری ہے۔

پاکستان کے قومی اخبارات نے بھی اس کی تائید کی اور اس کی حمایت میں ادارے لکھے۔ پاکستانی اخباری ہڑتال کی تحریک پر حکومت سے سفارش کی کہ توہین رسالت اور ارتداد کی صورت میں گرفتار کیا جائے۔ اس کے باوجود حکومت وقت (ضیاء حکومت) نے اس نازک مسئلہ کو سختی توہین کے بجائے اہل الحروف نے فیڈرل شریعت کورٹ میں اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور تمام صوبوں کے گورنرز کے خلاف اسلامی جمہوریت پاکستان کے آئین کی دفعہ 203 کے تحت 1984ء میں اپنے ساتھ تمام مکاتب فکر کے علماء، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے سابق جج صاحبان، سابق وزراء قانون، سابق انارنی جنرل، ایڈووکیٹ، جنرل، صدر لاہور ہائی کورٹ، دارا ونگر، پارکسٹون کے صدر صاحبان اور نمائندہ شہریوں کو شامل کر کے شریعت پیشکش نمبر L/A 1984ء دائر کی۔ مقدمہ کی سماعت کا آغاز راقم الحروف کی بحث سے شروع ہوا۔

عدالت نے تمام التماس کے نام نوٹس جاری کروائے۔ کمرہ عدالت اور اس کے باہر ہر روز عوام کا انہم اس مقدمہ کی کارروائی کی سماعت کے لئے موجود ہوتا۔ اس مقدمہ کی سماعت کے دوران عجیب و غریب واقعات پیش آئے، جن میں دو بڑے دلچسپ اور قابل ذکر ہیں۔ اس پیشکش میں سابق جج لاہور ہائی کورٹ جناب جسٹس چوہدری محمد صدیق بحیثیت مدعی ہمارے ساتھ شامل تھے، جبکہ حکومت کی طرف سے ان کے صاحبزادے جناب جسٹس خلیل الرحمن مدے، جو اس وقت جسٹس مدے ایڈووکیٹ جنرل تھے پیش ہوئے۔ میں نے عدالت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ اس تاریخی مقدمہ میں باپ بیٹا ایک دوسرے کے مقابل ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ لائق بیٹے نے شریعت کی مکمل طور پر حمایت کی اور تمام صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرل نے بھی اس پیشکش کی تائید میں دلائل پیش کئے اور عدالت سے درخواست کی کہ اس درخواست شریعت کو منظور کر لیا جائے۔ ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی ڈپٹی انارنی جنرل نے، جو حکومت پاکستان کی جانب سے پیش ہوئے، ہمارے اس موقف سے اتفاق کیا کہ شاتم رسول ﷺ واجب القتل ہے۔ لیکن یہ قانونی اعتراض اٹھایا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کو اس کی سماعت کا اختیار نہیں۔ بہر حال فریقین کے دلائل کی سماعت کے بعد وفاقی شرعی عدالت نے اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا۔ اسی اثناء میں ایک اور

مقدمہ دائر ہوا۔ جولائی 1984ء میں ایک خاتون ایڈووکیٹ، جن کے شوہر ایک بڑے عوامی کارکن اور قادیانی ہیں، انہوں نے اسلام آباد میں منعقدہ ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے عظیم الشانیت حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شان میں کچھ ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے جو کہ اسلامیت کے تمام سربراہان اور علماء اور وکلاء کی جانب سے اس کی پرزور مذمت کرتے ہوئے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر شاتم رسول کے بارے میں مزائے موت کا قانون منظور کرے اور فیڈرل شریعت کورٹ سے بھی درخواست کی گئی کہ وہ شریعت پیشکش پر اپنا فیصلہ صادر کرے۔ اسلامی جذبے سے سرشار خاتون مرحومہ آپاٹار فاطمہ نے اس قابل اعتراض تقریر کا قومی اسمبلی سے نوٹس لیا اور راقم الحروف کے مشورے سے قومی اسمبلی میں تقریرات پاکستان کے ایک سربراہ 295.0 قابل پیش کیا، جس کی رو سے شاتم رسول کی سزا، مزائے موت تجویز کی گئی۔ مسلمانوں کے متفقہ مطالبہ کے پیش نظر کسی کو اس کی مخالفت کی جرأت نہ ہو سکی، البتہ وزیر قانون اقبال احمد خان کی طرف سے اس بل میں ترمیم کر دی گئی کہ شاتم رسول کی سزا، مزائے موت یا عمر قید ہوگی۔ اس طرح دفعہ 295.0 کو راقم نے مسلم ماہرین قانون کی تنظیم کی جانب سے اس عام پر چیلنج کر دیا کہ توہین رسالت کی سزا بطور حد مزائے موت مقرر رہے۔ اور حد کی سزا کی یا اضافی کرنے کا اختیار کسی کو بھی نہیں اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ اس مقدمہ کی باقاعدہ سماعت یکم اپریل 1987ء کو شروع ہوئی، جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو بھی معاونت کی اجازت دی گئی۔

علماء کرام کے علاوہ حکومت پنجاب کی جانب سے جناب خلیل الرحمن مدے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، جو اب سپریم کورٹ کے انارنی جج ہیں، حکومت سرحد کی جانب سے جناب جسٹس محمد اعلیٰ میاں، جو اس وقت سپریم کورٹ کے فاضل جج ہیں، سندھ اور بلوچستان کی طرف سے اہل کے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل صاحبان نے بھی ہمارے موقف کی مکمل تائید اور حمایت کی۔ ایک ممتاز اسکالر مولانا سید محمد حسین ہاشمی اور جناب ریاض الحسن نوری مشیر وفاقی شرعی عدالت نے عمر قید کی سزا کے اسلامی احکام سے منافی ہونے کے بارے میں مؤثر دلائل پیش کئے۔ سندھ کی حکومت نے بھی شاتم رسول کی سزا، مزائے موت کو تسلیم کیا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کا موقف تھا کہ سزا

کے لئے نیت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے فی الفور قتل کیا جائے۔

پاکستان کی عدالتوں نے اس کی ایک ہی شریعت کورٹ نے مختلف طور پر اس کا دعویٰ کر دیا ہے۔ عرب و عجم کی پہلی عدالتوں نے تو بین رسالت کی متبادل سزا عمر قید کو غیر اسلامی اور قرآن و سنت کے خلاف قرار دیا اور حکومت پاکستان کے نام حکم نامہ جاری کیا کہ عمر قید کی سزا کو دہشت گردی سے حذف کیا جائے، جس کے لئے حکومت کو 30 مارچ 1991ء تک مہلت دی گئی۔ اس فیصلے کے بعد پھر ایک عجیب مرحلہ پیش آیا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت نے جو کہ نفاذ اسلام اور قرآن و سنت کے قانون کی بالادستی کا منہ نہ دے کر نہ صرف اس کی سزا پریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ جس پر راقم نے وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو پیغام بھجوایا کہ حکومت اس اپیل کو فوری طور پر واپس لے ورنہ اس انتہائی حساس مسئلہ پر مسلمانوں کے جذبات اس حکومت کے خلاف مشتعل ہو جائیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ وزیراعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف نے توجہ مبذول کرانے پر فوری اور بروقت اس کو واپس لیا اور برسرعام اعلان کیا کہ اس اپیل کا انہیں قطعی علم نہ تھا ورنہ ایسی غلطی کبھی سرزد نہیں ہو سکتی تھی، مگر اس جرم کی سزا، سزائے موت سے بھی سنگین تر ہوتی تو ہم اسے بہر صورت نافذ کرتے، چنانچہ ان کے حکم سے تو بین رسالت کی سزائے موت کے خلاف سپریم کورٹ سے یہ اپیل واپس لے لی گئی جو بعد و شہر داری خارج ہو گئی، جس کے بعد یہ قانون مکمل طور پر سارے ملک میں نافذ ہو گیا۔ اس طرح نہ صرف عاجز، مرحومہ آفاکار فاطمہ اور مولانا سید محمد شہین ہاشمی مرحوم کی بلکہ پوری امت مسلمہ کی دلی آرزو پوری ہوئی۔ اس فیصلے کی بدولت حضور رسالت مآب ﷺ کی ایک ایسی سلت نازہ ہوئی جس پر تمام مسلمانوں کے ایمان کا دار و مدار ہے۔ جس کے لئے فیڈرل شریعت کورٹ کے فاضل چیف جسٹس جناب گل محمد خان مرحوم اور ان کے تمام رفقاء جج حضرات بھی پوری امت مسلمہ کی جانب سے مستحق مبارکباد ہیں۔

اسلامی قانون تعزیر میں کسی جرم کی جتنی سنگین سزا مقرر ہے، اسی قدر کڑی شرائط بھی اس کے ثبوت کے لئے درکار ہیں، چنانچہ حد کی سزا میں شہادت کا معیار عام شہادت کے معیار سے بہت زیادہ سخت اور غیر معمولی ہے۔ حدود کی سزا کے لئے ایسے گواہوں کی شہادت قابل قبول ہوتی ہے جو گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتے ہوں۔ حد کی سزا کا ایک بنیادی رکن ملزم کی ”نیت“ ارادہ اور ”قصد“ ہے۔ ایسی تحریر یا تقریر جو انبیاء کرام علیہم السلام یا نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی

جس میں ملزم کو کوہنچتا ہے۔ اس کا ماخذ بھی وہ

”شک“ کا فائدہ بھی اسلامی قانون کی رو سے ملزم کو پہنچتا ہے۔ اس کا ماخذ بھی وہ ”حدود“ ہے جس میں حکم دیا گیا ہے: اذوق الحدود بالشبہات۔ (حدود کی سزائوں کو شبہات سے ملزم کو پہنچا جائے)۔ سال 1991ء سے اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد سے آج تک کسی جرم کی سزا کی اپیل عدلیہ نے قانون تو بین رسالت کے جرم میں سزائے موت نہیں دی۔ اس کا مطلب ہے کہ قانون تو بین رسالت ان تمام لوگوں کی زندگی کے تحفظ کی ضمانت ہے جن کی سزا جرم ثابت نہ ہو، ورنہ سلطنت مغلیہ کے سقوط کے بعد 1860ء میں جب برطانوی عدالتوں نے ہندوستان میں قانون تو بین رسالت کو منسوخ کیا تو اس کے بعد مسلمان سرفروشنوں نے ان عدالتوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور گستاخان رسول کو چن چن کر قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچاتے رہے۔ قانون تو بین رسالت کے پاکستان میں نافذ ہو جانے کے بعد اب اس کی سزا کا معاملہ افراد کے ہاتھوں میں بجائے عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آ گیا، جو تمام حقائق اور شہادتوں کا بخور جائزہ لے کر فیصلہ دیتے ہوئے کے بعد ہی کسی ملزم کو مستوجب سزا قرار دے گی۔

اسی برادری کو تو قانون تو بین رسالت کا خوش دلی سے خیر مقدم کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس قانون کی رو سے جناب نبی علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام جنہیں عیسائی اور مسلمان سب ہی الٹا پیغمبر برحق مانتے ہیں ان کی شان میں گستاخی اور اہانت قابل تعزیر جرم بن گیا ہے۔ اس کی اہانت اور توہین کی وہی سزا مقرر ہے جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جناب میں گستاخی کی سزا ہے۔ مسلمان ان تمام پیغمبروں کا اسی طرح احترام کرتے ہیں جیسا کہ یہودی اور مسیحی اپنے پیغمبروں کا احترام کرتے ہیں، اس لئے وہ ان کے بارے میں کسی قسم کی گستاخی یا تشہیر بھی نہیں کر سکتے۔

(نصیحت آموز باتیں)

- ۱۔ جس نے راستے سے ایک تکلیف دہ چیز ہٹائی اس کے لئے ایک نیکی لکھی گئی۔
- ۲۔ علم جنت کے راستوں کا نشان ہے۔ ہمت..... برواشت انسانیت کی جان ہے۔
- ۳۔ ماں کا پیار صرف اور صرف ایک بار ملتا ہے۔ دوستی ایک خود پیدا کر رشتہ ہے۔
- ۴۔ انسان کی پہچان اچھے دوست سے ہوتی ہے۔ اگر تمہیں کسی کی کمزوری کا علم ہو تو اس کو موت بتاؤ کیونکہ خدا پر وہ پوشی پسند کرتا ہے۔ (عمر اسلمہ: محمد عبیر، گجرات)

جشن عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت

وہ کہہ کر ان کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

[illegible]

محمّد ﷺ کے موقع پر جشن اور خوشی منانے کا جواز اور استحباب قرآن و سنت
آج احباب اور اکاۃ امت کے اقوال سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ ۖ وَهُدًى
وَرَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ ۚ قُلْ بِغَضَبِ اللَّهِ ۖ وَبِرَحْمَتِهِ يُبْذَلُ ۚ فَمَا تَعْلَمُونَ ۚ هُوَ
الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْدًا مِمَّا تَعْلَمُونَ (سورة يونس آيت ٥٨: ٥٦)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آنی اور دلوں کی صحت اور ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لئے بقرا مادیتجئے اسی کے فضل اور اس کی رحمت سے، تو اسی پر چاہیے کہ وہ غوثی کریں وہ بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

غزالی زمان، رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ مذکورہ آیات کے تحت فرماتے ہیں ”ظاہر ہے اور تشریف آوری پر موقوف ہے اور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت

و نعمت حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ ہے۔ اس آیت کریمہ میں ان سب چیزوں پر خوش ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ وہ نعمتیں ہیں جو لوگوں کی ہر نعمت و دولت سے بہتر ہیں لہذا حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ کے ظہور پر جتنی بھی خوشی منائی جائے، کم ہے۔ اسے ناجائز قرار دینا انہی لوگوں کا کام ہے جو ظہور ذات محمدی سے خوش نہیں ہیں۔ (مقالات کاملی ص ۸۵)

وفاق شرعی عدالت کے جٹس ضیاء الامت عبید محمد کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

حصولِ نعت پر اظہارِ مسرت حکمِ الہی ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ نعتِ عظمیٰ ہے اس پر بختی غمی کی جائے کم ہے۔ (عیاض القرآن ۱۲۰۹ء)

دیوبندی عالم مولوی اشرف علی تھانوی اسی آیت کے تحت بیان کرتے ہیں:

اس مقام پر ہر چند کہ آیت کے سابق پر نظر کرنے کے اعتبار سے قرآن مجید مراد ہے لیکن اگر ایسے معنی مراد لئے جائیں کہ قرآن مجید بھی اسلام کا ایک فرد ہے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ وہ یہ کہ فضل اور رحمت سے مراد حضور علیہ السلام کا قدم مبارک لیا جائے۔ اس تفسیر کے مطابق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا دینی اور ان میں قرآن بھی ہے سب اس میں داخل ہو جائیں گے اس لئے کہ حضور علیہ السلام کا وجود باوجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور اصل ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔ پس یہ تفسیر اجماع التفسیر ہو جائے گی۔ پس اس تفسیر کی بناء پر حاصل اس آیت کا یہ ہو گا کہ ہم کو حق تعالیٰ فرما رہا ہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے وجود باوجود پر خواہ وہ وجود نوری ہو یا حالت ظاہری اس پر خوش ہونا چاہیے اس لئے کہ حضور علیہ السلام ہمارے لئے تمام نعمتوں کا واسطہ ہیں (دوسری تمام نعمتوں کے علاوہ) افضل نعمت اور بڑی دولت ایمان ہے جس کا حضور علیہ السلام سے ہم کو پہنچنا بالکل ظاہر ہے، غرض اصل الاصول تمام کی مراد فضل و رحمت کی حضور علیہ السلام کی ذات باریکات ہوئی جس اسی ذات باریکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرحت ہو کم ہے۔ (خلافت علیہ السلام)۔ (از: مولوی اشرف علی تھانوی ص ۱۰۸، ۱۰۹)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاذْخُلِ اللَّهُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ لِمَا أَتَيْتُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصَبِرُنَّ عَلَيْهِ اقْرَأُوا آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ أَصْغَرُ قَالُوا اقْرَأُوا الْقُرْآنَ قَالَ فَأَشْهَدُوا بِمَا أَنْتُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ -

(سورة آل عمران آیت ۸۱)

تشریف اور پادشاہی اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پیشہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو میں
اور تم کا کتب و ملت سے۔ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرینو والا
ہو اور (انکس) کی جو تمہارے پاس ہیں اور تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور
وہ (انکس) کی (اس کے بعد فرمایا) کیا تم نے اقرار کیا اور اٹھا لیا تم نے میرا بھاری ذمہ؟ سب
نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں
میں سے ہوں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی تشریف آوری اور
آہ کا آ کر عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں فرمایا۔ لہذا آپ کی آمد
کا پہلا کائنات الہیہ ہے۔ حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:
جب آپ کی ولادت ہوئی میں خانہ کعبہ کے قریب تھی میں نے دیکھا خانہ کعبہ نور سے منور
ہو گیا ہے اور سترہ زمین کے اٹنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ
پر گشت پڑیں۔ (امام محمد بن عبد الباقی زرقانی۔ ذرقاتی علی البواب ۱۶۶)

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میلاد النبی ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں:
پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات اٹھا دیے تو مشرق تا مغرب تمام روئے زمین
میرے سامنے کردی گئی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نیز میں نے تین جہنم بھی
دیکھے ایک مشرق میں گاڑا گیا تھا دوسرا مغرب میں اور تیسرا خانہ کعبہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔
(محمد بن جریر، انوار محمدیہ ص ۳۳)

ثابت ہوا کہ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے الوار و تجلیات کی بارش فرمائی
اور جہنم سے نصیب فرمائے، اب اگر اہل ایمان و محبت اظہار مسرت کے طور پر چراغاں کریں
یا جہنمیاں لگائیں تو اس پر اعتراض کیوں ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ولادت
یا سعادت کا یوں تذکرہ فرمایا:

انا دعوة ابی ابراہیم و بشری عیسیٰ بن مریم و ذات امی انا خیر منہا نور
اضاءت له قصور الشام۔ (دلائل النبوة ۸۴)
ترجمہ: میں اپنے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ بن مریم کی بشارت ہوں میری
والدہ نے پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا، جس سے محلات و شام روشن
ہو گئے۔

میلاد النبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنے کا آغاز حضور علیہ السلام نے کیا ہے۔
آپ علیہ السلام ہر چہ کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے جب آپ سے اس
سلسلہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

فہو ولدت و فہو النزل علی۔ (مسند امام احمد بن حنبل ۲۹۹)

ترجمہ: اس روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل ہوا۔

امام ترمذی باب ما جاء فی میلاد النبی ﷺ کے تحت حضرت قیس بن عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت نقل کرتے ہیں:

ولدت انا و رسول اللہ ﷺ عام الفیل۔ (ترمذی ضریح)

ترجمہ: میری اور حضور علیہ السلام کی ولادت عام الفیل کو ہوئی۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور کی ولادت کا یوں ذکر کرتے ہیں:

واحسن منك لم ترقط عینی واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبدا من کل عیب کائنات قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا، آپ سے زیادہ خوبصورت

مورتوں نے نہیں جتا، آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے، گویا آپ کو آپ ﷺ کی مرضی

کے مطابق پیدا کیا گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ تبوک سے واپسی پر بارگاہ رسالت میں یوں عرض
کرتے ہیں۔

جب آپ پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے ہیں ہم اسی نور و ضیاء میں رشد

و ہدایت کی راہوں کی طرف گامزن ہیں۔ (سیرت حلبیہ ص ۹۲)

صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت یا سعادت کا تذکرہ کرتے اور خوشی مناتے تھے
اور اسلامیہ میں جشن میلاد النبی منانے کا صدیوں سے امت مسلمہ میں معمول چلا آ رہا ہے اور علماء
احمدیہ، اکابرین امت اس کو باعث اجر و ثواب سمجھتے ہیں اور جس عمل کو اہل ایمان اچھا سمجھیں وہ
اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

ما رواہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔ (مرقاۃ المفاتیح: ملا علی قاری)

بھی جشن میلاد النبی ﷺ کے مستحسن ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

تحدیث ابن جریر امت مسلمہ کے اس مبارک معمول کو اپنی کتاب "المیلاد النبوی" میں یوں بیان کرتے ہیں:

اللی مکہ و مدینہ، اہل مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام شرق تا مغرب ہمیشہ سے حضور علیہ السلام کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آ رہے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اہتمام آپ کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجر عظیم اور روحانی کامیابی پاتے ہیں ان کے الفاظ ہیں:

وینالون ہذا اللہ اجرا جزیلا وفوقاً عظیماب (المیلاد النبوی: ص: ۵۸)

شیخ قطب الدین حنفی نے اپنی کتاب "الاعلام بالاعلام بہت اللہ العوام" میں بارہ ربیع الاول کے موقع پر مکہ المکرمہ میں عظیم الشان جلوس نکالنے کا تذکرہ کیا ہے۔ جس میں اہل مکہ نہایت اہتمام کے ساتھ شیخ فرزاد کئے ہوئے اور قالوس جلائے ہوئے مولد النبی محلہ بنی ہاشم کی طرف روانہ ہوتے تھے اور درود و سلام کی کثرت کرتے تھے۔ (الاعلام بالاعلام بہت اللہ العوام ص: ۱۹۶)

حاجی امداد اللہ مہاجر کی جن کو علماء دیوبند بھی اپنا شیخ مانتے ہیں شام امدادیہ میں بیان کرتے ہیں:

مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے البتہ جزویادیتیاں لوگوں نے کیں نہ چاہئیں۔

(شام امدادیہ ص: ۱۰۷)

حضرت حاجی صاحب اپنا معمول یوں بیان کرتے ہیں:

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال مستحق کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ (شام امدادیہ ص: ۸۷۸)

میلاد النبی ﷺ منانے کا انعام

بخاری شریف میں آتا ہے: "ابولہب کے مرنے کے بعد اہل خانہ میں سے بعض نے اسے نرعی حالت میں دیکھ کر اس سے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا یہاں میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں کبھی اس سے راحت نہیں ہوتی ہاں تمہوڑا سا سیراب کیا جاتا ہوں اس لئے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ (بخاری شریف ص: ۶۳۲)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ تھی کہ اس نے پیر کے دن حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا جب پیر کا دن آتا تو اللہ تعالیٰ اس خوشی کے صلے میں اس کے عذاب میں تخفیف فرما دیتا۔

(فتح الباری شرح بخاری از امام ابن حجر عسقلانی ص: ۱۲۵۹)

امام القراء الحافظ شمس الدین ابن جریر لکھتے ہیں:

جب وہ دشمن خدا ابولہب جس کی خدمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی حضور علیہ السلام کے میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے قوہ مسلمان جو آپ کا عاشق ہے میلاد النبی کی خوشی سے کیا مقام پائے گا؟ خدا کی قسم میرے نزدیک اللہ کریم ایسے مسلمان کو محبوب ﷺ کی خوشی میں جنت انجیم عطا فرمائے گا۔ (صحیحہ الشیخ الاسلامین ص: ۲۲۸)

علی بن ورد شریف (صلی اللہ علیہ وسلم اللہ) ان الفاظ سے درود شریف پڑھنے کی تعلیم حضور نے دی ہے؟ یا صحابہ کرام نے ان الفاظ سے درود پڑھا ہے۔ حدیث سے ثابت کریں؟

ج: تشہد کے اندر صیغہ ندا کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی تعلیم حضور علیہ السلام نے دی ہے۔ (السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) تو نماز کے باہر بھی صیغہ ندا کے ساتھ درود و سلام بھیجنا جائز ہے۔ دوسری بات یہ ہے نماز سے خارج بھیجہ اسی کیفیت کے ساتھ سلام بھیجنا ضروری نہیں بلکہ دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی سلام بھیجا جاسکتا ہے۔ حافظ ابن قیم التوفی (۷۵۰ ہجری) جلاء الانعام میں لکھتے ہیں کہ محدثین کرام نے نماز سے باہر بھیجہ انہی الفاظ (السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) سے سلام بھیجنا مقید نہیں کیا بلکہ (السلام علیکم، السلام علی رسول اللہ، السلام علیک یا رسول اللہ) اور اس کی مثل الفاظ کے ساتھ سلام بھیجنا بھی سلام میں داخل ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ (السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ) کہہ کر نماز کے باہر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے اور (الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ) درود اور سلام کو کرا کر صیغہ ندا کے ساتھ سلام بھیجنے میں کون سی چیز مانع ہے۔ بلکہ یہ قرآن حکیم کے حکم (صلووا علیہ وسلموا تسلیما) (اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو) کے تحت مطابق ہے۔

اب یہ سوال کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے درود اور ایسی ہی پڑھنے کا حکم فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تشہد کے اندر وہ درود پڑھا جائے گا اس کی تائید امام احمد کی روایت کرتی ہے کہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں عرض کیا گیا:

لَا تَعْلَمُ صَلَاتِي عَلَيْكَ إِذَا تَعَنَّا صَلَوَاتِي فِي صَلَوَاتِكَ۔

(ترجمہ: آپ کی طرح اللہ بھیجیں؟ جب کہ ہم اپنی نماز میں درود پڑھیں تو حضور علیہ

الصلوة والسلام نے درود بھیجی پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله۔

یہی صلوات کے ساتھ درود و سلام پڑھنے کے بارے میں اگرچہ متعدد محدثین و فقہاء کے اقوال

مختلف ہیں مگر اختصار کے پیش نظر برصغیر کے عظیم محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

کا یہ قول اس لیے اختیار کیا جاتا ہے۔

(درالمنہج ص ۳۳۳ میں درود شریف بسم اللہ (الصلوة والسلام عليك يا رسول الله)

موجود ہے۔ اس میں نے امر ہے ”یا“ صرف ندا کے ساتھ صلوة و سلام وارد ہے اسی اور اذیت کے

مطلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ”انتباه فی سلاسل اولیاء اللہ“ میں فرماتے ہیں:

”جب سلام پکیرے اور اذیت پڑھنے میں مشغول ہو کہ ایک ہزار چار سو ویکل کے

تحرک کلام سے منع ہوا ہے۔ (انتباه فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۲۳، ۱۲۴)

یہی لغو و رسالت (صلو اللہ علیہ وسلم) کیا یہ نعرہ حضور علیہ السلام نے تعلیم فرمایا یا خلفاء راشدین

کے دور میں لگایا گیا؟ اگر ایسا نہیں ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ اس سے پہلے دین (معاذ اللہ) ناکمل

تھا۔

جواب: حضور علیہ السلام نے ایک ناپید کو دعائے تعلیم فرمائی کہ بعد نمازیوں کہے:

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیرے طرف توجہ کرتا ہوں یوسیلہ تیرے نبی محمد ﷺ

کے کہ نبی رحمت ہیں۔ یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس

عاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری ہو اے نبی (ﷺ) کی شفاعت میرے حق

میں قبول فرما۔ (ترمذی شریف ص ۱۹۷، ۱۹۸ ابن ماجہ شریف ص ۲۳۱)

صحابہ کرام کا عمل

صحابہ کرام مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استفسار کرتے تھے۔ امام بخاری

کتاب الادب المفرد امام ابن السنی سے روایت کرتے ہیں:

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا کسی نے کہا ان کو یاد کیجئے جو آپ کو

سب سے زیادہ محبوب ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آواز بلند کرنا منع فرمایا کہ پاؤں کھل

گیا۔

(کتاب الادب المفرد ص ۲۵۰)

امام نووی شارح صحیح مسلم کتاب الاذکار میں نقل کرتے ہیں کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہ کے پاس کسی کا پاؤں سو گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو اس کو یاد کر جو تجھے

سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس نے یا محمد اے کہا، اچھا ہو گیا۔ (کتاب الاذکار ص ۱۳۵)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ۱۸ ہجری میں قحط کے وقت یا محمد آواز بلند کیا۔

(تاریخ الکامل ابن اثیر ص ۵۵۶)

اور یہ عمل دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے بلکہ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح

الشفافہ فرماتے ہیں:

هذا مما تعاهده اهل المدينة - نسیم الریاض ص ۵۵۳

ترجمہ: اہل مدینہ میں قدیم سے یا محمد اے کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

یہی باجماعی شکل میں قیام کر کے درود و سلام پڑھنا کیا صحابہ کرام سے ثابت ہے؟

ج: باجماعی شکل میں قیام کر کے درود و شریف پڑھنا قرآن مجید کی آیت درود کے اطلاق سے

ثابت ہے چونکہ ارشاد خداوندی ”صلو علیہ وسلمو السلیما“ مطلق ہے لہذا ہر وہ حالت جو شرعاً صلوة

وسلام کے شایان شان ہے آیت کریمہ کی رو سے اس میں صلوة و سلام جائز ہوگا۔ اور قیام میں تعظیم

رسول کا اظہار ہے اور یہ عین مقتضائے قرآن ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وتعزروه وتوقروا - (سورة الفتح: ۹)

ترجمہ: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ جن کے علم و فضل کے غیر بھی معترف ہیں اور ان کو مجتہد اور اپنا شیوا

تسلیم کرتے ہیں ان کے بارے میں علامہ اسماعیل حق اپنی تفسیر روح البیان میں نقل کرتے ہیں کہ

آپ کی خدمت میں علماء کا مجمع تھا تو ایک نعت خواں نے نعت شریف کے دو شعر پڑھے:

فحدث ذلك قام الامام السبكي وجميع من بالمجلس فحصل انس عظيم

بذلك المجلس ويكفي ذلك في الاقتداء - (تفسیر روح البیان ص ۵۶۶)

ترجمہ: تو فوراً امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہوئے اور اس مجلس میں بہت لطف آیا

مصدقہ کے لئے اس قدر کافی ہے۔

عالمی اور ملکی سطح پر جن کو علماء دیوبند بھی اپنا شیخ مانتے ہیں ان کے قیام کا ذکر سوال نمبر ۱ کے جواب میں کر رہا ہے۔ شیخ محسن شیخ عبدالحق محدث دہلوی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر حال ہی میں قیام کیا، اور وہ سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے اور اس عمل کو انہوں نے اپنی دعا میں سب سے زیادہ قبول عمل قرار دیا ہے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا ہے کہ اے اللہ اگر کوئی عمل ہے جس سے تیری بارگاہ میں خوش کرنے کے لائق ہے تو یہی ہے کہ میں مولود شریف کے موقع پر قیام کرتا ہوں اور درود و سلام عرض کرتا ہوں، ان کی دعا اخبار الاحیاء کے آخر میں درج ہے۔ (الاعلام، ص ۳۳۳)

سوال: اور اشعار مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام کو درود کہنا درست ہے؟

ج: مصطفیٰ جانِ رحمت یقیناً حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام ہی پیش کیا جا رہا ہے اور اس کے سلام وہ سننے میں کیا تک، ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اس سلام میں خاص درود کے اشعار بھی ہیں۔ اور جن الفاظ سے درود کا مفہوم ادا ہو جائے، درود ہی ہے۔

سوال: کیا کسی اور اسلامی ملک میں ایسا درود پڑھا جاتا ہے؟

ج: برصغیر کے علاوہ بھی جہاں جہاں اردو بولنے والے افراد موجود ہیں وہاں یہ سلام پڑھا جاتا ہے۔

سوال: کیا احمد رضا خان کے اشعار کو بھی درود کہا جاسکتا ہے یا اس کے علاوہ ہر نعت کو درود کہہ سکتے ہیں؟

ج: جس کلام میں درود و سلام کا ذکر ہوگا وہ درود و سلام ہی کہلائے گا اور جو کلام صرف حضور علیہ السلام کی مدح پر مشتمل ہوگا تو وہ نعت کہلائے گا ہاں اگر نعتیہ کلام ایسا ہے جس میں درود و سلام کا بھی ذکر ہے تو وہ نعت ہے اور درود بھی۔

سوال: صحابہ کرام سے لے کر احمد رضا تک کون سا درود پڑھا جاتا تھا؟

ج: صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک درود ابراہیمی کے علاوہ بھی عاشقان رسول مختلف میٹھوں اور مختلف طریقوں سے اپنے اپنے انداز میں یہ صلوٰۃ و سلام پیش کرتے رہے۔ اکابرین امت کی کتب میں بیسیوں نہیں سینکڑوں طریقے درج ہیں۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

غزالی زماں علیہ الرحمہ اور عشق رسول ﷺ

از قلم: علامہ محمد منشا تابش قصوری، معلم جامعہ نظامیہ لاہور

محبت کے حوالے سے ہی کسی کو جانا جاتا ہے، دل میں بٹھایا جاتا ہے، اس کی عادات اور اس کے خصال کو محبت ہی کی کسوٹی سے جانچا جاتا ہے اور پھر اس سے اس پر ہوتا ہے، پیار کی لگن ابھرتی ہے، دل میں ایک مقام پیدا ہوتا ہے، آہستہ آہستہ انسان اسی کا ہونا شروع ہو جاتا ہے، اسی کی یاد اسی کا ذکر، اسی کی باتیں، اسی کی حکایتیں، اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ پھر اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر ساعت گھڑی، ہر لمحہ اسی کا تصور، کھانا، پینا بھی اسی کی وابستگی کے لیے، زندگی اسی کی نذر۔ آہ ایہ تو دنیا والوں کی محبت کا عالم ہوتا ہے، پھر دین والوں کی محبت کا کیا عالم ہوگا، جس کی حبیب کردگار سے محبت ہوگی، پیار ہوگا، لوگی ہوگی، عشق کی منزلیں طے کی ہوں گی بس ان کے عشق کی تصویر کشی تصور اور نگاہ سے باہر ہے وہ عشق و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنے نکلن ہوتے ہیں کہ اپنا سب کچھ بھول جاتے ہیں وہ اپنا تعارف ذات پات کے حوالے سے نہیں کراتے بلکہ وجدانی کیفیت میں بقول حضرت جانی علیہ الرحمہ۔

بندۂ عشق شدی ترک کن جامی

کاندریں راہ فلاں این فلاں چیزے نیست

اسلاف میں عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قطاریں نظر آتی ہیں ان کے محبت پھرے واقعات کی روشنی میں اگر فی زمانہ اسلاف کی مثال آئینہ نظر ہوتی ہے تو حضرت شیخ الاسلام الحاج الفاضل خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ، فقیہ اعظم الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ نقوی علیہ الرحمہ کے ہم عصر ہم مسلک، ہم مشرب غزالی زماں رازی دوراں علامہ الحاج سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات دکھائی دیتی ہے یہ شخصیتیں جب یکجا جمع ہوتیں تو اسلاف بیکر دکھائی دیتیں دل میں خیال پیدا ہوتا کہ یہ ہماری اور اس زمانہ کی خوش بختی کہ اسلاف کی زندہ مثالیں ہمارے دور میں جلوہ افروز ہوئیں اور ہمیں بھی عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشنی سے نوازا۔

اس وقت میرے پیش نظر غزالی زماں علیہ الرحمہ سے متعلق چند نکات کو ذکر قرعاس لانا ہے اس لئے حضرت شیخ الاسلام اور فقیہ اعظم علیہ الرحمہ سے غزالی زماں علیہ الرحمہ سے تعلق و وابستگی

اللہ تعالیٰ ہم کو اس نعم کی جہتیں کی۔

حضرت غزالی اہل حق مصطفیٰ ﷺ کی منہ بولتی تصویر تھے عشق رسول اکرم کو اگر اس زمانہ میں کسی نے محسوس نہیں کیا تو بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ غزالی زماں کو جس نے دیکھا اس نے عشق رسول اکرم کو محسوس دیکھا ایک مرتبہ جامع مسجد ظفریہ مرید کے ضلع شیخوپورہ میں آپ ظہر کی نماز ادا فرماتے تھے، اپنے نماز لایا گیا وہ عقیدت مندوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے نماز کے بعد قیام فرمایا اور تہاہت المینان و سکون کے ساتھ تعذیل ارکان کی رعایت فرماتے ہوئے نماز مکمل فرمائی اور پھر اسی طرح خادم دونوں طرف سہارے کے لیے بڑھے میں حیران تھا کہ علالت کے باعث تہاہت لایا عالم کہ چلنا دشوار مگر عبادت الہی میں یہ سکون کا عالم کہ جو ان بھی اس حسن و خوبی سے لبراز تھے کہ پھر جانے نماز کے بارے اپنے میزبان الحاج میر بہاؤ الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ”اتنی عالی شان اور خوبصورت مسجد اور جائے نماز کی یہ کیفیت ا“ خیال رہے کہ جائے نماز تہاہت عمدہ اور مدینہ طیبہ سے میر صاحب لائے تھے مگر استعمال کے باعث قدرے میلا ہو چکا تھا مگر غزالی زماں نے یہ بھی گوارا نہ فرمایا کہ مدینہ طیبہ سے آئے ہوئے جائے نماز پر میل کا طعن آئے میر صاحب نے فوری طور پر نہایت اعلیٰ کشادہ اور بالکل نیا غیر مستعمل مدینہ طیبہ سے لایا لایا ہوا جائے نماز مسجد کی ذینت بنا دیا۔

غزالی زماں نے دو گھنٹے یہاں قیام فرمایا راقم السطور سے فرمایا ”آپ کہاں؟“ عرض کیا حضور جامع مسجد ظفریہ کی خدمت (خطابت) پر قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کے ارشاد پر مامور ہوں اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تدریس کی سعادت نصیب ہے یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے میر صاحب نے عرض کیا حضور کوئی وظیفہ مرحمت فرمائیں تو آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد فرمودہ درود شریف۔

”صلی اللہ علی النبی الامی ﷺ صلواتہ وسلامہ علیک یا رسول اللہ قلت

حیلتی انت وسیلتی ادرکنی یا سیدی یا رسول اللہ“

پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمۃ کے بارے میر صاحب سے خاصی گفتگو فرمائی کیونکہ میر بہاؤ الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے خاصے گہرے مراسم تھے قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد فورانی اور ان کے خسر حضرت شیخ الفضلیہ مولانا فضل الرحمن صاحب مدنی علیہما الرحمۃ اسی وجہ سے میر صاحب کے ہاں

اکثر آتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ بندہ حج و زیارت کے سلسلہ میں مدینہ طیبہ حاضر تھا قطب مدینہ کی محفل اقدس میں علماء اہل سنت کے بارے گفتگو شروع ہوئی اسی اثناء میں غزالی زماں کی بات چل نکلی حضرت نے فرمایا: غزالی زماں ایک عظیم المرتبت شخصیت ہیں اور ان کی قدر و منزلت اس وقت دو چند ہوگئی جب میں نے سنا کہ محدث اعظم پاکستان اور ان کے درمیان کسی ایک معرکہ الاراء مسئلہ سے خاصا کچھا پیدا ہو چکا ہے اور ہر دو حضرات کے عقیدت مندوں اور تلامذہ میں ایک بیجا کیفیت پیدا ہو رہی ہیں یہ علماء میں نزاع کا خطرہ بڑھ رہا تھا تو اس افتراق و انتشار کو احسن طریقہ سے ختم کرنے کے لیے غزالی زماں نے ذاتیات سے بلند تر راہ اختیار فرماتے ہوئے فیصل آباد کا سفر کیا اور حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے ہاں پہنچے غزالی زماں کا یہاں پہنچنا ان کی بلندی کی عدم مثال نظیر ہے ”قطب مدینہ نے فرمایا: ”اس دن سے غزالی زماں کی میرے دل میں عظمت و برتری نقش ہوگئی۔

بات عشق رسول کی ہو رہی تھی اسی سلسلہ میں مولانا ابو النصر منظور احمد شاہ ہاشمی بانی جامعہ فریدیہ ساہوال بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۰ء میں مدینہ منورہ حاضر تھا شیخ الحدیث علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی معیت میں مدینہ منورہ کی فروٹ مارکیٹ میں سے گزر رہا غزالی زماں علالت کے باوجود ایک ایک دکان پر جاتے کچھ خریدتے کسی پھل کا بھاد پوچھتے۔ میں نے عرض کیا حضرت! کبھی پاکستان کی کسی فروٹ منڈی میں بھی اتنی دلچسپی لی فرمایا ہرگز نہیں۔ حضرت نے ایصال ثواب کے لئے مختلف قسم کے پھل خریدے کہ دربار رسالت ﷺ میں نذرانہ پیش کریں اور اسی موقع پر ایک صحابی کا واقعہ سنایا جسے غالباً ”اسد الغابہ“ میں نقل کیا گیا ہے فرمایا: ایک صحابی روزانہ فروٹ منڈی میں پہنچتے، نہایت عمدہ اور اچھے پھل خرید کر دربار رسالت میں پیش کر دیا کرتے اور بہت خوش ہوتے کہ سرکار دو عالم ﷺ پسند فرماتے ہیں۔ جب کوئی دکاندار ملے گا تو یہ صحابی فرمایا کرتے بھائی! جنہوں نے پھل منگوائے ان سے پیسے لو ہم تو صرف لے جانے والے ہیں حضور سید عالم ﷺ مسکرا کر دکان دار کو ادائیگی فرمادیتے۔“

ظاہر ہے کہ اس صحابی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مدینہ پاک کی فروٹ منڈی میں غزالی زماں حضور ﷺ کی خوشنودی اور قسم مبارک کے حصول کے لیے عمدہ اور اعلیٰ پھل خریدنے جاتے ہیں اور عملاً ارشاد فرماتے ہیں۔ رع کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں۔

لوٹ سکی کی امت مٹی تو یہ بھی ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں استاذی المکرم حضرت مولانا ابو احمد رحمہ اللہ علیہ سابق صدر المدینین دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بمبیس پوری ضلع اٹک اور اہل بیت ہیں کہ حضرت فقیہ اعظم مولانا الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ عیسیٰ محدث بمبیس پوری علیہ الرحمۃ طاعت کے باعث شتر میں نکل ہسپتال ملتان میں داخل ہوئے غزائی زماں کو طعم ہوا تو آپ نے اپنے علامہ میں سے چند کوسا تھ لیا تقریباً ڈیڑھ من کے قریب مختلف قسم کے بہت عمدہ پھل لے کر اپنے صاحبزادے علیہ الرحمۃ نے آپ کی اچانک تشریف آوری پر سب حد شکر یہ ادا کیا اور گویا ہوتے ہوئے حضرت یہ تکلیف آپ نے فرمایا ”آپ ملتان شریف میں میرے مہمان ہیں کاش کہ میرے گھر پہنچ سکیں ہوتا آپ کی خدمت از خود انجام دیتا آپ رسول اللہ کریم ﷺ کے دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ حضور سے آپ کی محبت، مسلک سے آپ کا لگاؤ ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم آپ کی خاطر مدارات کے لیے جو کچھ بھی بین پڑے کریں کاش کہ میں از خود طویل نہ ہوتا تو دل بھر کر خدمت لکاتا“ اس طرح آپ نے فقیہ اعظم کی عبادت کے وقت انتہائی انکساری اور تواضع کا اظہار فرمایا ہے! (دلی راوی می شناسد) اور جب فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو جنازہ کی لامت آپ نے فرمائی بعد از نماز جنازہ دو رکعت نفل ادا فرمائے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا ”مکرات کے نفل ہیں کہ مجھے ایک عظیم عاشق رسول کے جنازہ پڑھنے پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی“۔ (اسی پر گزشتہ شمارہ میں تفصیلی مضمون آچکا ہے)

لاؤ کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کی یہ داستان

حاجی غلام حسین صاحب مدنی مرحوم مالک پاکستانی ہوئے مدینہ منورہ مدفون جنت البقیع کے حوالہ سے حضرت مولانا محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ (احمد پور شرقیہ) بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار مدینہ منورہ میں مجھے حاجی غلام حسین مرحوم نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ علاؤ الدین الہکری المدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد محترم حضرت شیخ محمد علی حسین مدنی قدس سرہ کے ہاں مدینہ شریف میں محفل میلاد منعقد ہوئی جو بہت ہی پر رونق تھی اور انوار نبوی ﷺ چمکے محفل کے اختتام پر میر محفل نے تبرکات بطیبی تقسیم کی اور فرمایا ”آج رات میلاد کی بطیبی کھانے والے کو حضور ﷺ کی زیارت ہوگی کل علی الصبح بعد نماز فجر مسجد نبوی شریف میں ہر ایک اپنی کیفیت دیدار سنائے۔“

مجھے رات کو حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوا دیکھا کہ حضور کی وقتی بغل میں حضرت قبلہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ اور دوسرے ہاتھ میں حضور ﷺ نے مفتی احمد یار خاں سحرانی کا ہاتھ پکڑ

رکھا ہے۔“

اس واقعہ سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حضرت حکیم الامت اور حضرت غزائی زماں علیہما الرحمۃ کی قدر و منزلت اور مقبولیت کا برملا اظہار ہو رہا ہے اہل عشق کے نزدیک یہ مقام امت کے مخصوص افراد ہی کو حاصل ہوتا ہے۔

حضرت مولانا الحاج ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب ہانی جامعہ فریدیہ ساہیوال بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ فرمایا: یہ میری مدینہ طیبہ مکہ کی حاضری تھی میرے پاؤں میں ایک کانٹا چبھ گیا جو سخت تکلیف دے رہا تھا نکالنے لگا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی سر زمین جاد کے کانٹوں سے محبت یاد آگئی میں رک گیا اور پاؤں میں کانٹا رہنے دیا نہ نکالا کئی دن بعد خود بخود درد رک گیا۔ کسی عاشق نے خار مدینہ سے متعلق کتنی عمدہ محبت کا اظہار کیا ہے

پھول تو پھول کانٹوں میں بھی حسن ہے

لف جنت سے بڑھ کر مدینے میں ہے

براؤ خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت کا منظر بھی دیکھتے جاپے:

مبارک رہے عندلیبوں جمہیں گل

ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ

غزائی زماں علیہ الرحمۃ کی محبت کی داستان کے ساتھ منزل عشق کے ایک اور شناسا حضرت شیخ الاسلام الحاج الحافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی داستان محبت کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے: بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام پیر آف سیال شریف آستانہ عالیہ حضرت فرید الملتہ والدین خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار پر انوار کی حاضری کے لیے پاکستان شریف لے گئے۔

پاکستان داخلہ کے وقت پاؤں کے انگوٹھے کا ناخن کسی ٹھوکر سے اوپر اٹھ کھڑا ہوا زخم کاری ناخن بالکل الگ نہیں ہوا ساتھ ہی رہا اور گا ہے گا ہے کسی چیز سے نئی تکلیف کا باعث بنا رہا عقیدت مند مقرر اس (قہقہے) لے کر حاضر ہوا کہ اسے کاٹ کر ہار باری تکلیف سے چھٹکارا پایا جائے۔

مگر حضور سیدی مرشدی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے جب اس عقیدت کیش کے ارادے کو بھانپ لیا تو آپ نے فرمایا ”مقرر اس کا استعمال ہمارے لئے جائز نہیں۔ تکلیف قابل برداشت

سید ام حبیب الاولیاء کی بارگاہوں میں حاضر ہوتے ہیں تو احرام عشق باندھ کر حاضری دیتے ہیں اور احرام باندھ کر ان ہال وغیرہ کاٹنے ممنوع ہیں "اللہ اکبر" ظاہر نہیں تو یہاں طرح طرح کے حال پیدا کر کے کمر ہاب عشق کے مدرسہ میں ایسے ہی درس دیئے جاتے ہیں۔

عربی تو مینڈیش ز غوغائے رقیباں

آواز سگان کم کلید رزقِ عکدارا

اور اسبابِ محبت کا رزقِ عشق رسول کریم ﷺ سے ہی عبارت ہے۔ جو انہیں ہر لمحہ میسر ہوتا

رہتا ہے۔

ہاں تو حضرت ابوالنصر شاہ صاحب فرماتے ہیں غزالیٰ زمان کے مذکورۃ الصدر واقعہ کے چند روز بعد آپ کو غسل خانہ کے دروازہ سے پچاس (کھڑی کا معمولی سا حصہ جسے پنجابی میں جھلڑ بولتے ہیں) چھو گئی اور مجھے نکالنے کے لیے فرمایا۔ میں نے اسے نکال دیا اور ساتھ ہی عرض کیا حضرت اکاشا تو پاؤں میں رہنے دیا تھا؟ اسے بھی رہنے دیتے فرمایا "ارے شاہ صاحب! وہ کاٹنا کوئے حبیب کا ہی تھا یہ پچاس افرونیسیا سے آئی ہوئی کھڑی کی ہے" اللہ اکبر

محبت کی بے تابیوں کچھ نہ پوچھو

زہرِ مصطفیٰ کا خیال آ گیا ہے

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

(توجہ فرمائیں)

مضامین نگار اپنے اپنے مضامین ہر ماہ کی چدرہ تارخ تک دفتر مجلہ النظامیہ کے پتہ پر ارسال فرمادیا کریں تاکہ مضمون بروقت شائع کیا جاسکے۔ شکریہ

آپ اپنے مضامین درج ذیل ای میل اڈریس پر بھی بھیج سکتے ہیں۔ بذریعہ ایل میل مضمون بھیجنے والے حضرات اپنے مضامین تصحیح کر کے ارسال کریں۔ شکریہ

m_ikram_butt@yahoo.com

منجانب: دفتر مجلہ النظامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

شہادتِ اعداء بر نورانیتِ حبیبِ خدا ﷺ

از قلم: مولانا سردار احمد رضا رضوی میلسی

ضابطہ اور اصول یہ ہے کہ مدعی اپنے دعویٰ کو دلیل و حجت سے ثابت کرے اور مسائل مد مقابل مخالف مدعی کے پیش کردہ دلائل کا رد و ابطال کرے۔ اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کا عقیدہ و دعویٰ ہے کہ سرکارِ اقدس ﷺ بفضلِ تعالیٰ صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر اور حقیقت کے اعتبار سے نور ہیں، یعنی نور حسی، نور معنوی "نور من نور اللہ" ہیں اور نورانیت و بشریت میں منافات نہیں ہے۔

اہل سنت و جماعت جب اس دعویٰ پر بطور دلیل متعدد آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ، جلیل القدر مفسرین و محدثین کرام، ائمہ دین متین کی تصریحات اور گرامر اقدارِ شادات و فرمودات پیش کرتے ہیں تو مفسرین نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ وہابیہ، دیلیند بہر نور بہر صورت ان دلائل و شواہد کے رد و ابطال کی کوشش کرتے ہیں اور خدا وادشان نورانیت کو مٹانے کی مذموم سعی کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اکابر وہابیہ دیلیند کا اپنی متعدد کتب و رسائل میں ہمارے دلائل و شواہد ضبط تحریر میں لاکر سرکارِ اقدس ﷺ کے لئے نورانیت مقدسہ ثابت کرنا مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کی حقانیت و صداقت اور عقیدہ و دعویٰ کے مضبوط و مستحکم ہونے اور وہابیہ دیلیند کے سارکت و عاجز ہونے اور اصول و ضوابط سے عاری ہونے کی بین دلیل ہے۔ وہابیہ دیلیند کی مستند و معتبر کتب سے چند حوالہ جات ہدیہ قارئین ہیں۔ والفضل ماشہدت بہ الاعدا۔

☆..... مولوی رشید احمد گنگوہی "قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین" کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ "تحقیق آئے ہیں تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور کتاب متین"۔

نور سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک ہے۔ حق تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو نور فرمایا اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سایہ نہیں رکھتے تھے اور یہ واضح ہے کہ نور کے سوا اتمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ (امداد السلوک ص: ۱۵۶)

☆..... نیز لکھتے ہیں "حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور مومنوں کو میرے نور سے"۔ (امداد السلوک ص: ۱۵۷)

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا، خدا تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے لوگوں میں سے ہیں۔ (سورۃ الاحزاب: ۵۷)

مولوی وسیم الزمان غیر مقلد دہائی لکھتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا، پھر پانی، پھر پانی کے اوپر عرش کو پیدا کیا پھر ہوا، پھر قلم اور دوات اور لوح، پھر عقل کو پیدا کیا۔ اور محمدی آسمانوں اور زمین اور ان میں پانی جانے والی مخلوق کے لئے مادہ اولیہ ہے۔“ نیز حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ قلم اور عقل کی اولیت اضافی ہے۔ (ہدیہ الہدی: ص ۵۶)

مولوی صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں: ”نور النبوی تجلی رحمتہ یعنی نور نبی جلی رحمت ہے۔ (سورۃ الاحزاب: ۵۷)“

مولوی حافظ محمد کسٹوی لکھتے ہیں ”نور نبی دا آپے دیدہ لوکاں نوں روشنائی“۔

(تفسیر محمدی ص ۲۱۸)

مولوی پروفسر ابو بکر غزنوی غیر مقلد تقریباً لکھتے ہیں: ”قرآن مجید کہتا ہے کہ وہ بشر بھی تھے اور نور بھی تھے۔ اور صحیح مسک بھی ہے کہ وہ بشر ہوتے ہوئے از فرقہ تا بقدم نور کو سراپا تھے۔ (گورۃ ۱۳۱۷ء ص ۱۹) تقریباً رسالہ بشریت و رسالت ص ۱۵۱

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

(بقیہ..... محسن انسانیت ﷺ کا فلسفہ عدل)

مدینہ منورہ کی مثالی اسلامی ریاست نے ایک فلاحی اور متعقلانہ اور بنیادی حقوق کے یکساں محافظ مثالی معاشرے کا تجربہ پوری دنیا کو کامیاب کر کے دکھایا۔

آج ان کامیاب تجربوں سے غافل ہو کر ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگیوں بے سکون اور غیر محفوظ ہیں انسانی حدودی اور اخلاقی اقدار تباہ ہیں۔

آج کا منظر نامہ یہ ہے کہ ہر سطح پر معاشرے کے دامن تار تار اور دو طرفہ اعتماد کے گرہاں چاک ہو کر رہ گئے ہیں نہ قانون کا ذریعہ رہا ہے نہ خوف خدا ہے نہ دوسروں کے اٹالہ جات پر قبضہ کرنے والوں کو یوم حساب کی فکر ہے

محسن انسانیت ﷺ نے جہاں انسانوں کو غلامی کی ذلت اور کالے گورے کے فرق و امتیاز سے نجات دلا کر مشرق انسانیت سے سرفراز کیا وہاں معاشرے میں اقتصادی و معاشی انصاف اور حق دہی کے لیے اصلاحات بھی نافذ کیں ہیں۔

گستاخ رسول ﷺ کا حکم

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

از قلم: مولانا قاری تاج محمد، فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

1: ترجمہ: اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔ (سورۃ البقرہ آیت: ۱۲۰)

2: ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انھی میں سے ہے۔ (سورۃ المائدہ آیت: ۵۱)

3: ترجمہ: اور جو رسول ﷺ کے خلاف کرے بعد اس کہ حق راستہ اس پر مکمل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

4: ترجمہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر کہ وہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف روح سے ان کی مدد کی اور انہیں جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سن لو اللہ ہی کی جماعت کا میاب ہے۔ (سورۃ المجادلہ آیت: ۲۲)

5: ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں۔ (سورۃ النساء آیت: ۶۵)

احادیث

..... حضرت جابر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دی ہے تو محمد بن مسلمہ رضی

اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہ کام کروں گا تو وہ گئے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔

(بخاری شریف، ۳۳۷/۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نوٹ: (یاد رہے کہ یہ شاعر تھا اور حضور ﷺ کے خلاف اشعار لکھتا تھا۔)

۲..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ شریف میں داخل ہوئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ ابن نخل کعبہ کے خلاف سے چٹا ہوا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

(بخاری شریف، ۳۳۷/۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نوٹ: یاد رہے کہ ابن نخل وہ شخص ہے جو نبی کریم ﷺ کے خلاف گانے سننے کے لیے اپنے ہاں عورتیں رکھے ہوئے تھا اور خود حضور ﷺ کے خلاف اشعار لکھتا تھا۔

۳..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک تاجینا صحابی کی ایک لونڈی تھی جو نبی کریم ﷺ کو بُرا کہتی تھی اس صحابی نے اسے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آئی پھر اس صحابی نے اس کے ڈانٹ ڈپٹ کی وہ پھر بھی باز نہیں آئی تو صحابی نے اس کو قتل کر دیا حالانکہ اس صحابی کا بیان ہے کہ اس سے میرے دو موتیوں جیسے بیٹے تھے اور وہ میری دوست تھی اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون رائیگاں ہے۔

(ابوداؤد، ۲۵۱/۲، مکتبہ امدادیہ بلقان، سنن دارقطنی، ۳۹۲، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

۴..... حضرت علی کر اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نبیوں کو بُرا کہا وہ قتل کیا جائے گا اور جس نے میرے صحابہ کو بُرا کہا اسے کوڑے مارے جائیں۔

(مجموعہ اصغیر، ۳۳۶/۱، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۵..... حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس نے نبی کریم ﷺ کو بُرا کہا تھا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کر دیا اور فرمایا کہ جس شخص نے رسول ﷺ کو یا انبیاء میں سے کسی کو بُرا کہا اسے قتل کر دو۔ (مجمع البیرواح، ۲۰۵/۱، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۶..... حضرت علی کر اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کو بُرا کہتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر اس کو مار دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا خون رائیگاں ہے۔ (سنن ابی داؤد، ۲۵۱/۲، مکتبہ امدادیہ بلقان)

۷..... حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مشرک آدمی نے نبی

کریم ﷺ کو بُرا کہا تو ایک موقع پر نبی کریم نے فرمایا کہ میرے اس دشمن کی خبر کون لے گا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پھر وہ گئے اور انہوں نے اس کو لالکارہ اور قتل کر دیا۔

(مجمع البیرواح، ۲۰۵/۱، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۸..... حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے بلایا اور فرمایا کہ ابن نخل کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ مجھ سے لڑنے کی تیاری کر رہا ہے تم جاؤ اور اُسے قتل کر دو تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اُس کی کوئی نشانی بتا دیں تاکہ میں اسے پہچان لوں حضور نے مجھے اُس کی نشانی بتائی تو میں نے جب اُسے دیکھا تو پہچان لیا پھر جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ کون ہو؟ میں نے کہا عرب کا ایک آدمی اور میں نے سنا ہے کہ تم اس شخص (محمد ﷺ) کے بارے میں لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو میں اسی سلسلہ میں تمہارے پاس آیا ہوں اس نے کہا ہاں ایسا ہی ہے تو میں کچھ دیر اس کے ساتھ چلا پھر میں نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا پھر حضور ﷺ مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر میں لے گئے اور مجھے ایک عصا عطا فرمایا میں نے عرض کی کہ یہ کس لیے ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرے اور تیرے درمیان قیامت کے دن نشانی ہے چنانچہ انہوں نے ہمیشہ اس نشانی کو اپنی تلوار کے ساتھ لگا کر رکھا پھر جب ان کا انتقال ہوا تو وہ عصا ان کے ساتھ ان کی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

(دلائل النبوة، ۳۲۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۹..... ابورافع نامی ایک شخص نبی کریم ﷺ کو تکلیف دیا کرتا تھا اور وہ ایک قلعہ تک ے اندر اپنے گھر میں رہتا تھا نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف ایک جماعت بھیجی اور ان پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا تو وہ امیر رات کے وقت کسی طریقہ سے اس کے قلعہ میں داخل ہوئے تو وہ اپنے گھر میں اپنے گھروالوں کے درمیان سو رہا تھا تو اس جماعت کے امیر صحابی نے آواز دی اے ابورافع تو اس نے کہا کون ہے؟ تو میں اس کی طرف لپکا اور اس پر اپنی تلوار سے ضرب لگائی وہ اپنی پراندہ میری رات ہونے کی وجہ سے ایک جگہ مجھے ٹھوکر لگی اور میری ٹانگ ٹوٹ گئی تو میں نے اس کو اپنی پگڑی سے باندھ دیا اور قلعہ کے ایک دروازہ پر بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں ہلوں گا جب تک اس کے قتل کے خبر نہ پالوں پھر جب صبح مرغ ہوئے تو کہا گیا کہ ابورافع قتل ہو گیا ہے تو میں اپنے ساتھیوں کی طرف آیا اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے تو ہم

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو حضور نے میری ٹانگ پر ہاتھ پھیرا تو وہ ایسے ہو گئی گویا مجھے کچھ ہوا ہی نہیں۔

(دلائل النبوة، ۳۸/۳۷، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، بخاری شریف، کتاب المذاہب باب قتل ابی رافع) ۱۰۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا کہا تو میں نے عرض کی اے رسول اللہ کے خلیفہ کیا میں اس کو قتل نہ کروں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایسا قتل تو اس کے لیے ہے جس نے رسول اللہ کو برا کہا۔

(المعجم رک، ۲۷۳/۲۷۲، کتاب الحدود مطبوعہ دار الفکر بیروت) نیز سورۃ الاحزاب کی آیہ نمبر ۵ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں دنیا اور آخرت میں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

اسی طرح سورۃ الاحزاب کی آیہ نمبر ۶۱ میں فرمایا ایسے لعنتی جہاں بھی ملیں پکڑ لئے جائیں اور چن چن کر قتل کئے جائیں اور سورۃ المائدہ کی آیہ نمبر ۳۳ میں فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں آخر میں تمام برادران اسلام سے گزارش ہے کہ ان دلائل کی روشنی میں جو گستاخ رسول ﷺ کا حکم واضح ہوتا ہے اس سے ہمیں سبق حاصل کرتے ہوئے اس معاملہ میں رائے زنی سے گریز کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہم اپنی جہالت یا بے شعوری کے باعث اپنے ایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو کچھ فرمایا اس سے یہی بات واضح طور پر ثابت ہے کہ۔۔۔ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆

﴿اِپنار ازم بقا﴾

- ☆.....جس کے خلاف تو نے کبھی فیصلہ دیا ہو۔☆.....جس کی بھلائی تیری برائی میں ہو۔
- ☆.....جس کو آزما یا نہ ہو۔☆.....جس کی طبیعت میں شرارت ہو۔
- ☆.....جو تیری طرف سے ناامید ہو گیا ہو۔
- ☆.....جو تیرے دشمن کے پاس بیٹھتا ہو۔☆.....جو عورت یا لڑکا ہو۔

(مراسلہ: محمد حسن رضا، لاہور)

محسن انسانیت ﷺ کا فلسفہ عدل

شاہد مجتبیٰ محکم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

محسن انسانیت، معلم کتاب و حکمت، صاحب جود و کرم، سید الانبیاء، احمد مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ آفتاب آمد و دلیل آفتاب کی روشن مثال ہے۔

آنحضرت ﷺ نے دین اسلام کے اعلیٰ و ارفع مقاصد کا واضح تعارف اور مؤثر ابلاغ کرتے ہوئے نوع انسانی کو کفر و شرک اور جہالت کے اندھیروں سے ہی نہیں نکالا بلکہ طبقہ داریت کے جبر امارت و ثروت کی برتری اور نسلی عصبیت کے زعم باطل کا خاتمہ بھی کیا۔

کمزوروں، مجبوروں اور زرخیز غلاموں کو زور آور، اہل ثروت اور اذیت پسند طبقے کے شکنجے سے نکالا اور اسلام کے معاشرتی انصاف کے مسلمہ اصولوں اور اخلاق کی اعلیٰ قدروں کا اجالا افس و آفاق میں پھیلایا۔

عصری علوم و افکار کے اس دور جدید میں کوئی بھی مکتبہ فکر یا سماجی اور اقتصادی اصلاح کا دعویٰ دار طبقہ، انسانی جان کی حرمت اور حقوق خدا کے احترام کا اس سے بہتر اور جامع تصور پیش نہیں کر سکتا۔

جسے عہد رسالت مآب ﷺ میں عملاً بروئے کار لائے گیا اور آج بھی مسلم معاشرے میں انصاف، صلہ رحمی اور مساوات کے اصول تعلیمات رسول پاک کے ذریعہ نکلتے ہیں۔

تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ یہی اسلام کی فلاحی اور عادلانہ طرز حکومت کی سلوٹی صد کامیابی کا راز تھا۔ چنانچہ اس حدیث نبوی ﷺ میں ہر فرد اور پورے معاشرے کے لیے خدمت خلق کی کس

درجے کی ترغیب و تاکید ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مخلوق، خدا کا کنبہ ہے، بہترین شخص وہ ہے جو خدا کے کنبے کے ساتھ احسان کرے سیرت رسول پاک کا یہ توجہ طلب پہلو بھی ہے اور قرآنی رشد و ہدایت اور اسوہ نبوی ﷺ کا نہایت وقیع زاویہ حکمت بھی کہ آپ ﷺ نے مخلوق خدا کو بطور فرد اور معاشرے اور من حیث القوم، خودداری، خوف خدا، جینے کا سلیقہ سکھایا فرسودہ روایات کے اندھیرے سے نئی نوع انسان کو نکالا۔

چنانچہ انقلاب اسلامی کے داعی اللہ کے رسول صادق ﷺ نے اپنی سیرت و کردار اور تعلیمات کے ذریعے، افراد کے درمیان حق تلفی سے گریز، رنگ و نسل کی عصبیت سے اجتناب

عدل و انصاف کی حاکمیت اور احکام خدا کی پیروی، باہمی رواداری، صلہ رحمی، خدا شناسی، حق پرستی اور خدمت خلق کا ٹھیک ٹھیک مفہوم سمجھایا ہے۔

آج ہمارا زبوں حال معاشرہ اور پراگندہ ماحول ان تعلیمات نبوی کو اختیار کرنے اور اس بارانِ رحمت کی افادیت کو زندگی کی تاریک اور کانٹوں بھری راہ میں مشعلِ فروزاں بنانے کا ضرورت مند ہے یہی ہمارا بیانِ مصطفیٰ ﷺ ہے کہ جس طرح اللہ کے رسول پاک ﷺ کے لیے جزیہ جان فشاری ہماری سیرت اور روحانیت کی زینت ہے اس طرح اسلامی عدل و انصاف اور مساداتِ محمدی کا دعوے دار معاشرہ اسوۂ رسول کی عملی اتباع بھی کرے۔ فرد اور خاندان، امیر و غریب طبقے اور ہمارے رہنما، سب کے سب اسلامی غیرت و حمیت اور خودداری سے سرشار کتاب و سنت کے سچے پیروکار بن جائیں۔

علامہ ابن عبد البر نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کسی شہر میں قاضی کا تقرر فرماتے، تو ہدایتِ نبوی کہ وہاں کے لوگوں کو آیاتِ قرآنی سنائیں اور اسلام کے احکام سکھائیں ان سے یہ بھی کہا جاتا کہ ان کے مقدمات کا فیصلہ اسلامی احکام کے مطابق عدل و انصاف سے کریں۔ سنن ابی داؤد میں یہ قول فیصل موجود ہے کہ تقرری کے موقع پر قاضی حضرات کو جو عدالتوں کے سربراہ ہوتے تھے یہ بات بخوبی سمجھادی جاتی تھی کہ (اسلام کی) ہدایات کے خلاف جو کام کیے جائیں گے وہ کالعدم قرار دیے جائیں گے۔

ابن ہشام اور طبری میں یہ حوالہ ملتا ہے کہ جب عمرو بن حزم یمن کے گورنر بنا کر بھیجے گئے تھے تو انہیں آنحضرت ﷺ نے ایک تحریری ہدایت نامہ عطا فرمایا اس مفصل اور جامع دستاویز میں گورنر موصوف کو تاکید کی گئی کہ لوگوں کو بے لاگ عدل فراہم کیا جائے مقدمات میں پورا انصاف کیا جائے مقتدر حاکم کو ظلم و ستم کو بہر نوح روکنے اور زیادتی سے باز رہنے کی تلقین بھی کی گئی تاریخ گواہ ہے کہ مدینہ منورہ کی وسیع و عریض اسلامی فلاحی ریاست میں قومی حمیت عدل و انصاف اور خوش حالی کا ایسا دور دورہ تھا کہ صاحبِ نصاب کو ڈھونڈنے سے بھی مستحقِ زکوٰۃ نہیں ملتا تھا عوام کی تعلیم، بیماروں کا علاج، معالجہ لباس، اشیائے خورد و نوش، عزت و ناموس، چانی و مالی تحفظ، خواتین کی حرمت و حفاظت، اس عہد کے امیر المومنین اور عمالِ حکومت کی ذمہ داری تھی بیت المال فلاحی ریاست کی امانت تھا جہاں آمد و خرچ کا صحیح حساب موجود تھا مستحقین اور حق داروں کو وظائف کی ادائیگی ہر وقت ہوتی تھی کوئی بھوکا نہیں سوتا تھا۔ (بقیہ صفحہ نمبر 34 پر ملاحظہ فرمائیں)

جہیز کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر فوزیہ فیاض، پرنسپل جامعۃ الشوراء اور

”جہیز میں گاڑی نہ دینے پر حافظہ بیوی کو شادی کے ۲۰ دن بعد سر میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا شوہر کا اعتراف قتل۔“ (روزنامہ خبریں ۲۲ دسمبر ۲۰۱۰ء)

یہ خبر سننے ہی وہ تمام زخم تازہ ہو گئے جو اس معاشرے نے جہیز کے نام پر ان غریب والدین کو دیے ہیں جو بچیوں کو بیاتے بیاتے قرضوں کا انبار سر پہ لئے اس دنیا سے گزر جاتے ہیں اور اس قرض کا بوجھ مرنے کے بعد ان کی روحوں پر بھی باقی رہ جاتا ہے۔

آخر بیٹی کے پیدا ہوتے ہی والدین کا سر کیوں جھک جاتا ہے، حالانکہ زمانہ جاہلیت میں بیٹی کی پیدائش کو حار جانا جاتا تھا، اور اسی لئے بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا تاکہ مستقبل میں کسی کو داماد نہ بنانا پڑے۔

آج کے دور میں اور دورِ جاہلیت میں فرق صرف یہ ہے کہ جاہلیت کے دور میں بیٹیوں کو زندہ گاڑ جاتا تھا اور آج والدین بیٹیوں کا گھر بسانے کے لئے خود زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔

والدین بچپن سے جوانی تک بیٹی کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں بیٹی کے جوان ہونے پر اس کی شادی کے لئے عمر بھر کی جمع پونجی داؤ پر لگاتے ہیں بلکہ قرض کا بوجھ اٹھاتے ہیں، لالچی اور حریص سرسالیوں کی حرص پوری کرنے کے لئے سوئی سلاکی سے لے کر موٹر سائیکل اور گاڑی تک جہیز کے نام پر دی جاتی ہے۔ لڑکی کی ساس کو سونے کا زیور ڈالے بغیر اور تمام سرسالیوں کو کپڑے دیئے بغیر گویا شادی مکمل ہی نہیں ہوتی۔ دولہا کے لئے سونے کی انگلی اور چین بھی ضروری ہوتی ہے۔ (حالانکہ مرد کو سونا پہننا حرام ہے)

پھر ساری زندگی والدین اپنی بیٹی کا گھر بسانے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں، بدلے میں کبھی تو کسی کی بیٹی کو زندہ جلا دیا جاتا ہے کسی کی بیٹی کے سر میں گولی چلا دی جاتی ہے۔ یہ کیسا دستور ہے؟ بیٹی کی پیدائش کیا والدین کا ایسا قصور ہوتا ہے جس کی اصلاحی ممکن ہی نہیں؟

اس بارے اسلامی شریعت کیا کہتی ہے ملاحظہ فرمائیں! ہم پہلے والدین کی ذمہ داریوں کی بات کرتے ہیں کہ شریعت نے والدین پر کیا لازم کیا ہے

ہر شے کی اصلاح ان کو مل کر کریں گے۔

بٹی کی تربیت و ورغ کی آڑ ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی بہترین پرورش کرے اس کے اور جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان کو آڑ میں پھوپھا کر دے؟ فرمایا: یہی اجر ہے پھر پوچھا گیا اگر ایک بیٹی اور ایک بیٹا اگر ہے۔

حضرت شریف سے ثابت ہوا کہ بٹی کی اچھی تعلیم و تربیت نہ صرف والدین کے لئے فرض ہے بلکہ اس لئے کہ اس کی اصلاح کے سبب وہ جنت میں جائیں گے۔

لو کہ پاک ﷺ اپنی بیٹیوں سے کس وجہ محبت فرمایا کرتے تھے اس کا ثبوت ہمیں احادیث سے ملتا ہے۔

بٹی کا نکاح کرتا

اللہ تعالیٰ نے والدین پر اچھی تعلیم و تربیت کے بعد مناسب جگہ پر ان کا (بیٹیوں) کا نکاح کرنا بھی لازم قرار دیا ہے۔ اسلام نے اگرچہ نکاح میں بٹی پر زبردستی نہیں رکھی مگر اس کی رضا مندی ضروری ہے۔ والدین پر لازم ہے کہ وہ اچھی جگہ ان کے نکاح کروائیں، بعض دو ہی ذمہ دار ہیں والدین پر عائد ہیں اول بہترین تعلیم و تربیت دوم ان کا نکاح منعقد کرنا۔

شوہر کی ذمہ داریاں

۱۔ مہر ادا کرنا۔ بوقت نکاح مرد کچھ مال کے عوض عورت کو اپنی زوجیت میں لاتا ہے اور مہر ادا کرنا اس کے لئے ضروری ہے پھر وہ مہر خالصہ عورت کی ملکیت ہے اور مہر کی مقدار میں زیادتی مقرر نہیں کی گئی۔

۲۔ نان و نفقہ سکنی کی ادائیگی۔ نکاح کے بعد شوہر پر عورت کا طعام و لباس اور محفوظ جگہ مہیا کرنا لازم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا
انْفَقَوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ -

ترجمہ: مرد عورتوں کے نگہبان ہیں اس فضیلت کے بنا پر جو اللہ نے ایک کو دوسرے پر دی اور اس مال

کے ذریعہ جو مرد عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔

شریعت مندرجہ نے مرد پر لازم کیا ہے کہ اپنی بیوی کو کھانا کھلائے لباس پہنائے اور محفوظ جگہ پر رکھے، سسرال والوں کے ساتھ رہنا اور ان کی خدمت کرنا عورت پر لازم ہے اگر وہ خوشی سے ایسا کرتی ہے تو اچھی بات ہے، شوہر ایسا کرنے پر بیوی کو مجبور نہیں کر سکتا، گھر کی ضرورت کی چیزیں مہیا کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے، نہ کہ والدین کی۔

میراث میں عورت کا حصہ

اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس کے شوہر کی میراث میں بھی حصہ دار بنایا ہے۔ اگر بالفرض عورت اپنے شوہر کی وفات کے بعد دوسرا نکاح کر لے تب بھی وہ پہلے شوہر کی میراث میں حصہ دار ہے۔ والدین اور شوہر کی ذمہ داریوں کو بیان کرنے کے بعد اب جہیز پر شرعی حیثیت پر بات کرتے ہیں۔

جہیز کیا ہے؟

جہیز کے لغوی معنی ”سامان سفر“ کے ہیں اور اصطلاحی معنی ”تھوڑا سا سامان“ کے ہیں۔ لیکن یہ دونوں معنی اب مستعمل نہیں ہیں کیونکہ اب یہ ہمارے معاشرے کی ایک بڑا نہ رسم بن چکی ہے لہذا اہم کہیں گے کہ اس کے معاشرتی معنی یہ ہیں۔

غریب والدین کے لئے ایک تادان ہے جو انہیں بٹی کے ماں باپ ہونے کے جرم میں دینا پڑتا ہے اس میں گھر کے سامان کی ہر چیز چکن کے برعکس سے لے کر ٹی وی، فریج تک شامل ہے اور اعلیٰ درجے کا داماد حاصل کرنے کے لئے موٹر بائیک، گاڑی وغیرہ بھی دی جاتی ہے۔

قارئین کرام! اللہ رب العزت نے صرف بہترین پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری تو والدین پر عائد کی ہے لیکن ہمارے معاشرے میں ایسا کیوں ہوتا ہے کہ والدین بیٹے کی شادی کے نام پر بیٹے کی بولی لگاتے ہیں اور جو بٹی کے والدین ان کے بیٹے کی صحیح قیمت لگاتے ہیں وہاں سودا طے پا جاتا ہے۔

روزانہ بہت سی بیٹیاں جہیز حسب فرمائش نہ لانے پر جلاوی جاتی ہیں اور ان کے گھر ان کے گھر میں چاندی بچھائے شادی کے انتظار میں بیٹھی رہتی ہیں، گھر ان کے گھر میں ان کے گھر میں جہیز دینے کے لئے قیمتی سامان جمع ہے۔ لیکن ان کو جو ان کی پامالی اور گھبرائے ہوئے اس معاملے میں خاموشی برتتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو جھگڑنے سے باز رکھتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے تو مرد کو عورت کا نگہبان مقرر کیا ہے اور اس پر بھی ہر طرح کی ذمہ داری منکلی ہے کیا یہ کم ہے کہ والدین اپنا جگر کا کلوا بیٹی کی صورت میں دوسرے کو دے دیتے ہیں پھر بیٹی کے سسرالی جھیز کا مطالبہ کرتے ہیں ایسے لاپچی والدین اور ان کے لاپچی بیٹے یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ بیٹے کے غریب والدین سود پر قرضہ اٹھا کر بیٹی کی شادی کرتے ہیں پھر ساری لدا کی وہ عرس ادا کرتے رہتے ہیں۔

کس خیریت میں والدین پر بیٹی کو جھیز دینا فرض ہے؟ اگر والدین حسب توفیق اپنی بیٹی کو کچھ ایسے اور نودان کی خوشی ہے سسرالیوں اور شوہر کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ اول درجہ کی کینکلی ہے کیا ایسے لوجوانوں کو اپنے زور بازو پر بھروسہ نہیں ہے؟ کیا وہ اپنی بیوی کو گھر بیلو سامان اور دوسری ضروریات زندگی نہیں دے سکتے؟ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو شادی کیوں کرتے ہیں؟ حالات اچھے ہونے کا انتظار کریں۔

آ قرآن فرسودہ لعنت کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے کچھ گذارشات درج ذیل ہیں۔

۱۔ خواتین کو یہ شعور دیا جائے کہ جھیز ایک لعنت ہے بیٹوں کے رشتوں کیلئے حسن اخلاق اور اچھے خاندان کو ترجیح دیں۔ حسب نسب، دولت اور دین دار کو ترجیح دیں۔ اگر خواتین میں یہ شعور پیدا ہو جائے تو یہ لعنت کافی حد تک ختم ہو سکتی ہے۔

۲۔ تعلیمی اداروں میں خصوصاً طالب علموں کو اس برائی سے بچنے کی ہدایت کی جائے اور ان کو باخیر لوجوان بنایا جائے ان کے ذہن میں یہ سوچ پیدا کی جائے کہ بیویوں کے گھر والوں سے مانگنا بے غیرتی اور کینکلی ہے۔

۳۔ امیر لوگوں سے گذارش ہے کہ اگر وہ لاکھوں کا جھیز اپنی بیٹی کو دے سکتے ہیں تو اس کی فحاش ہرگز نہ کریں۔ وہ نہیں جانتے ایک امیر کی بیٹی جب لاکھوں کا جھیز لے کر سسرال جاتی ہے تو اس کے قدموں تلے کتنے غریب والدین کی بیٹیوں کے دل روندے جاتے ہیں۔

۴۔ مجموعی طور پر اصلاح کے لئے معاشرے میں میڈیا کے ذریعے ایسے پروگرام نشر کیے جائیں جس میں لاپچی سسرالیوں کی مذمت کی جائے اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی جائے کہ بیٹی کو اپنی حیثیت سے بڑھ کر جھیز دینا ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔

۵۔ اگر کوئی خاندان جھیز کا مطالبہ کرتا ہے تو نہ صرف انہیں بیٹی دینے سے انکار کیا جائے بلکہ ان کے اس فعل کا خوب چرچا کیا جائے۔

آخر والدین کو اللہ کی ذات پر بھروسہ کیوں نہیں ہوتا؟ وہ حقیقی مسہب کو چھوڑ کر ایسے لاپچی سسرالیوں کو ہی بیٹی دینے پر مجبور کیوں ہو جاتے ہیں؟ اگر لاپچی لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جائے تو کافی حد تک اس برائی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

۶۔ ہرگز ہرگز فرمائشی سسرالیوں کو بیٹی نہ دی جائے اللہ پر بھروسہ رکھا جائے وہ بہترین سبب الاسباب ہے جو ڈے تو آسمانوں پر پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ہرگز غافل نہیں ہے جو اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ غیب سے اس کے لئے اسباب پیدا کرتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ”اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں راستہ دکھاتے ہیں۔“
۷۔ معاشرے میں تیل مہندی اور مایوں وغیرہ جیسی فضول رسومات رواج پا چکی ہیں جن میں تاج گانا، ڈھول تماشہ اور لڑکیوں کا بازاروں گلیوں میں بن خن کر نکلتا شامل اور بعض اوقات تو (لعنہ باللہ) وہ سیر عام ناچتی نظر آتا ہیں۔

اول تو یہ شرعاً ناجائز و حرام اور دوم ان خرافات پر بھی لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے یہ فضول خرچی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ان رسومات پر سختی سے پابندی ہونی چاہیے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی خرافات سے بچائے۔ آمین

۸۔ عموماً ہمارے گھرانوں میں شادی بیاہ سے متعلق معاملات ہماری ماؤں کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ اگر ہماری مائیں جھیز، تیل مہندی جیسے فضول کاموں سے کنارہ کشی کر لیں اور یہ سوچ لیں اگر آج بہو سے جھیز کا مطالبہ کریں گی تو کل ان کی بیٹی جب بیاہ کر جائے گی تو اس کی ساس بھی اس سے یہی مطالبہ کرے گی تو امید ہے جھیز جیسی لعنت سے ہمارا معاشرہ پاک ہو جائے گا۔

☆☆☆.....☆☆☆

(منتظر رہیے)

- ☆ زیادہ کھانے والا بیماری کا۔ ☆ ادبائش یاروں والا بربادی کا۔
- ☆ چغل خوری کرنے والا دولت و خواری کا۔ ☆ ظلم کرنے والا اپنی ہلاکت کا۔
- ☆ مان باپ کا نافرمان اپنی اولاد کی نافرمانی اور مفلسی کا۔
- ☆ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والا جلد خدا کے قہر و عذاب کا۔ (مراسلہ: نذیر احمد، حاصل پور)

ناموس رسالت ﷺ

(ضیاء محمد ضیاء پسروری)

ہے شاہد آج بھی تاریخ اس زندہ حقیقت پر
کہ آج آنے نہیں دیتے غلام آقا ﷺ کی عزت پر
ہوا ہرزہ سرا جب بھی کوئی شان رسالت میں
گیا بچ کر نہ زندہ پھر وہ اپنی اس جسارت پر
دکھاتا ہے کوئی جانناز راہ اُس کو جہنم کی
بھینٹا ہے کوئی دیوانہ اُس ابلیس فطرت پر
دیے ہر دور میں عشاق نے جانوں کے نذرانے
کیا سب کچھ تصدق اپنا ناموس رسالت ﷺ پر
اگرچہ راستہ روکا گیا دارورسن سے اُن کا
مگر چلتے رہے اہل وفا راہ عزیمت پر
کبھی زنجیر سے الجھے ، کبھی شمشیر سے کھیلے
ہے ساز اسلام کو اُن جاں فداان نبوت پر
کٹا دیتے ہیں سر اپنے ، لٹا دیتے ہیں گھر اپنے
خدا رحمت کرے اُن عاشقان پاک طینت پر
ہے شرط اول ایمان، محبت سرور دیں ﷺ کی
تحفظ فرض ہے ناموس پیغمبر ﷺ کا امت پر
سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں گھرا سرفروشی کے فسانے میں

ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

(سید عارف محمود پور رضوی)

اولاد کا دولت کا ہر اک مان ہے حاضر
جینے کا بہم ہر کوئی سامان ہے حاضر
جو شان میسر ہے وہ ہر شان ہے حاضر
حق نے جو کیا ہم پہ وہ احسان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

ناموس رسالت کی حفاظت ہے عبادت
ناموس رسالت کی وکالت ہے عبادت
ناموس رسالت کی اشاعت ہے عبادت
اس کام کو ہر صاحب ایمان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

ناموس رسالت سے عقیدت میں بھلا ہے
ناموس رسالت ہی سے دیں پھولا بھلا ہے
ایمان کی ناموس رسالت ہی بنا ہے
یہ عشق کا وجدان کا فرمان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

ناموس رسالت کے تحفظ کا یہ قانون
ترمیم نہیں اس میں روا ، بدلے نہ مضمون
کب کوئی ہے اس باپ میں جو ٹھہرا ہو مازون
مگر کے لئے موت کا سامان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

ہم مجاہد اہل سنت، محسن اہل سنت، پیر طریقت رہبر شریعت،

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا

پیر محمد اکرم شاہ جمالی مدظلہ العالی

کو جماعت اہل سنت پاکستان کا

مرکزی نائب امیر منتخب ہونے پر دل کی اتھار

گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ہم دعا گو ہیں

اللہ تعالیٰ آپ کو مسلک حق اہل سنت و جماعت کی صحیح

معنوں میں نمائندگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

منجانب :

مریدین و متوسلین آستانہ عالیہ شاہ جمالیہ

ڈیرہ غازی خان

